مرثیۂ دیگر

گردوں پر از خروش و فغاں وامصیبتا
شیون درونِ کون و مکاں وامصیبتا

آفاق بزمِ عالمیاں وامصیبتا
عالم تمام گریہ کناں وامصیبتا

خلقت نے شکل جوں مہ تو خاک سے ملی
دُنیا کی جیب چاک ہے جوں گُل کی ہو کلی

ہر شہر کوچہ کوچۂ و ہر دہ گلی گلی
واحسرتا جو یاں ہے تو واں وامصیبتا

کرنے کو سر پہ خاک اُٹھاتے ہیں یہ ملک
زیرِ زمیں عجیب نہیں آجائے گر فلک

روح الامیں کے خوں سے ہے آغشتہ ہر ملک
حوروں کے ہے یہ وردِ زباں وامصیبتا

افلاک ہے درون و بروں سے پُر از ملال
لے فرش تا بعرش کیا غم نے پائمال

موجب ہے اس عزا کے کرے گر کوئی سوال
میں کیا کروں کہو تو بیاں وامصیبتا

غم ہو گیا ہے جن و ملک کے دلوں کا قوت
مارا پڑا ہے رن میں اِک ایسے کا آج پوت

شیون کے درمیان جو کچھ آجائے ہے سکوت
ہوتا ہے امرِ غیب کہ ہاں وامصیبتا

نا منصفی کو چرخ نے اتنا دیا رواج
دستار سے شرف کی گرا خاک و خوں میں تاج

اِک بدترین خلق کے خنجر سے رن میں آج
بے سر ہے فخرِ ہر دو جہاں وامصیبتا

کیا لغو کر گیا حرکت یہ چرخ بے ادب
ایماں کے گھر کی بیٹھ گئی سقف ہے غضب

ڈھیا پڑا ہے خوں میں ارکان دین اب
شہتیر سا ہر ایک جواں وامصیبتا

حیواں تمام ناطق و مطلق یہ کائنات
سیراب سب ہیں بلکہ جمادات و ہم نبات

پانی بغیرِ ساقیٔ کوثر کی ذریات
گذرے جہاں سے تشنہ لباں وامصیبتا

افسوس جا کے آب تک ابنِ شہ نجف
دریا میں منہ کو کھول کے رہ جائے جوں صدف

خاطر میں آ ڈال دی پانی سے بھر کے کف
اہلِ حرم کو تشنہ دہاں وامصیبتا

www.emarsiya.com

تا عرش پہنچی شعلہ کی اُس خیمے سے زباں
استادہ تھے طناب کے جس کے ملائکاں

تن خاک پہ ہے صاحب خیمہ کا فرش واں
مذبوح وہ پڑا ہے جہاں وامصیبتا

لوٹی ہے اتنی دستِ ستم سے وہ بارگاہ
باہم دکھاتے پرچوں کو پھرتے تھے روسیاہ

اُمت کے یہ عمل میں نہیں غیر کا گناہ
سُنتے ہو اے محمدؐ یاں وامصیبتا

شاید محرران ازل کر اسے رقم
جاتے رہے ہوں دفترِ بخشش سے یک قلم

ہو اہلِ دیں سے یہ عمل زشت ہے ستم
اے غافلانِ خوابِ گراں وامصیبتا

اس کام سے عجب نہیں اُمت نے جو کیا
بیٹھے ہوں سر بجیب نبی پیش انبیا

ایسے چراغِ دیں کو بجھا تار کر دیا
عالم بچشم عالمیاں وامصیبتا

حیراں ہوں میں یہ قوم بداعمال و زشت خو
عقبےٰ میں ہوگی کیونکہ محمدؐ کے روبرو

جن نے کیا یزید کے اجرائے کار کو
خوں اُس کی بوسہ گہہ سے رواں وامصیبتا

محشر میں آہ فاطمہ جب یوں قدم دھرے
سر ہاتھ میں ہو دوش پہ کپڑے لہو بھرے

اور گود میں جگر کے وہ ٹکڑے ہرے ہرے
تب کیا کریں یہ بے خبراں وامصیبتا

پوچھے جو مسلمیں سے نبی کے وہ نورِ عین
مارا ہے کس گناہ پہ تم نے مرا حسین

ایماں کا پھر جو فہم ہو جویائے مشرقین
اس حرف کا جواب کہاں وامصیبتا

جس پردے کے ملک نہ ہوئے محرمانِ راز
دیکھا نہ مہر و مہ نے اُدھر چشم کر کے باز

اُن اشتروں کے پشت پہ جن کے نہیں حجاز
بیٹھی ہیں اُس پہ پردگیاں وامصیبتا

خورشید سوے ابر چلا دیکھ وہ گروہ
کی خاک سر پہ دشت نے رویا ہر ایک کوہ

لرزہ تمام عرش باایں شوکت و شکوہ
آئی ندا یہ رازِ نہاں وامصیبتا

مقتل سے اُس گروہ نے جس دم کیا گذر
آواز ہائے ہائے گئی عرش کے ادھر

تب جبرئیل زانوے غم سے لگا کے سر
بولا کہ اے زماں وامصیبتا

www.emarsiya.com

جنت کی ہے فضا سے دل اس کا نپٹ اداس
صورت ہے تیرے حال کی ہر آن اُسکے پاس
خنجر گلوئے تشنہ پہ چلتے وہ کر قیاس
کہتا ہے دیکھ آب رواں وامصیبتا

صورت علی و فاطمہ کی کب ہو حسین کی
گو میں کہوں جگہ مجھے سمجھو حسین کی
تجھ سا گیا ہو گود سے جس والدین کی
خاطر ہو اُن کی کس سے نشاں وامصیبتا

کس شکل ہائے جاکے میں سمجھاؤں اب انھیں
سمجھائے سے کسی کے تسلی ہو کب انھیں
لاکر کسی مقام میں سمجھائیں سب انھیں
بیٹھیں کہیں وہ غمزدگاں وامصیبتا

الحق جائے کیوں کہ غم ان کے خیال سے
فرزند جن کے رن میں پڑے ہوئیں لال سے
جو کچھ کہ بچ رہے ہیں جدال و قتال سے
یوں ہوں اسیرِ روسیہاں وامصیبتا

غیر از غبار راہ نہیں اور کچھ حجاب
چادر نہیں سروں پہ بجز چادرِ سحاب
نیزے پہ پیش پیش سرِ ابن بوتراب
باچشم نیم وا نگراں وامصیبتا

کٹتی ہے اہلبیت کی یوں صبح و شام راہ
منزل کی پوچھنا انھیں ہر ایک گام راہ
روئے زمیں پہ عابدِ محزوں تمام راہ
مانند طفل اشک رواں وامصیبتا

گرد اُس کے گھیرے جائے ہے یوں شاہ کی سپہ
کانٹا نکالنے کو قدم سے وہ بے گنہ
ٹک ٹھہرے گر کہیں تو اشارہ وہ روسیہ
کرتے چلیں بنوکِ سناں وامصیبتا

تا شام قتل گاہ سے اس شکل وہ پلید
لائے حرم کو آہ بایں محنت و شدید
آئے نہ بات کہنے کی نہ طاقتِ شنید
جو کر چلے یہ مدعیاں وامصیبتا

سودا خموش زیادہ نہ کر اب سخن کو فاش
اجزا دگر نہ ہوں گے عناصر کے پاش پاش
ہوئے ہے بدسلوکی چرخِ جفا تلاش
ختم آکے اہل بیت کے یاں وامصیبتا

شاہا ہمیشہ اشکِ مری چشم نم میں رکھ
اپنے عزا کے تا بقیامت الم میں رکھ
اس روسیہ کو یاں تئیں تو اپنے غم میں رکھ
نکلے بدن سے کہتی یہ جاں وامصیبتا

www.emarsiya.com